یوم چہارشنبہ

جلد ۳۴ | ۱۴ ماہ ظہور ۱۳۲۵ ہش | ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | ۱۴ اگست ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۸۹

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۳ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضور کی طبیعت بخار نزلہ زکام اور گلے میں سوزش کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

قادیان ۱۳ ماہ ظہور۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

خطبہ جمعہ

کامیابی کی جڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی عزت دنیا میں قائم کی جائے

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں اور اموال وقف کریں

از حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ اگست ۱۹۴۶ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

مرتبہ:- مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ ہر ایک چیز میں

انسان کے لئے سبق

ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ورنہ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتے۔ اور باوجود اس کے کہ ان کے لئے سبق حاصل کرنے کے تمام اسباب جمع ہوتے ہیں وہ سبق حاصل نہیں کرتے ایسے لوگوں کی مثال لکڑی کے کھمبوں کی طرح ہے۔ جن پر سخت ہوائیں چلتی ہیں۔ سردیاں آتی ہیں۔ انسان سردی سے کانپتے ہیں۔ آگیں تاپتے ہیں۔ گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن وہ کھمبہ برف میں۔ گرمی میں سردی میں بارش میں اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ اور ان چیزوں کو محسوس نہیں کرتا۔ ابھی پچھلے دنوں سٹرائکیں ہوئی ہیں۔ ریل والوں کی سٹرائک ہوئی۔ اور ڈاک خانے والوں کی سٹرائک ہوئی۔ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں۔ جو پہلے زمانہ میں موجود نہیں تھیں آج سے تین سو سال قبل

ریل اور ڈاک کا انتظام

موجود نہ تھا۔ اور ہمارے آباء و اجداد ان کے بغیر گزارہ کرتے تھے۔ اور ہمارے آباء و اجداد سے پہلے لوگوں کو بھی یہ چیزیں حاصل نہ تھیں۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے قرآن میں۔ تورات اور انجیل میں بعض قوموں کو عیاش اور آرام طلب کہا ہے۔ اور ان کے حالات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ لیکن یہ چیزیں جو آج ہر کس و ناکس کو حاصل ہیں۔ جو پہلے لوگوں کے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ اور ان چیزوں کے استعمال کا عادی ہو جانے کی وجہ سے ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ پہلے لوگوں کا گزارہ کس طرح ہوتا ہوگا۔ آج ہر انسان ان چیزوں کے متعلق یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ

میرا پیدائشی حق

ہے۔ اور میرا ان کے بغیر گزارہ نہیں چل سکتا۔ یہ چیز بتاتی ہے کہ کس طرح انسان نئے نئے حالات کی وجہ سے نئی نئی چیزوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس میں یہ حس پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ ان چیزوں کے بغیر اس کا گزارہ نہیں۔ اور یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ پہلے لوگوں کا گزارہ ان کے بغیر کس طرح ہوتا تھا۔ مگر کتنے لوگ ہیں جو اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں

اللہ تعالےٰ کے فضلوں میں سے

خاص فضل ہیں۔ اور ان کے عوض ہمیں بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمارے لئے یہ سامان پیدا کئے۔ اور جب وہ بند ہو جاتی ہیں۔ تو کتنی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ جب ریلیں بند ہوئی تھیں۔ تو

ملک میں ایک شور

برپا ہو گیا تھا۔ اور اب ڈاک بند ہوئی ہے۔ تو بھی ملک میں ایک شور برپا ہو گیا ہے۔ ڈاک تمام جگہوں میں بند نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ بڑے بڑے شہروں میں ڈاک بند ہے۔ اور بیرونجات کی ڈاک بھی بندرگاہوں میں آکر اترتی ہے۔ اور وہاں سٹرائک ہے۔ اس لئے

بیرونی دنیا سے ایک لحاظ سے تعلق منقطع

ہو گیا ہے۔ اور اس سے تجارت اور صنعت و حرفت کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ پس ڈاک کے رکنے سے لوگوں کو بہت تکلیف محسوس ہوئی ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ ایسے حالات ہوتے ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کی اطلاع کا حاصل کرنا بہت ضروری ہوتا ہے

ایڈیٹر:- رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر دفتر ... سے شائع کیا

بعض مائیں ایسی ہونگی جو اپنے بچوں کی اطلاع کے لیے تڑپ رہی ہوں گی۔ ان کا بچہ کسی جگہ بیمار ہوگا۔ اور وہ اسکی خیریت کی خبر حاصل کرنے کے لیے بیتاب ہوں گی۔ بعض مائیں ایسی ہونگی۔ کہ ان کے بچے مر چکے ہوں گے۔ لیکن اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے ان کو زندہ سمجھتی ہوں گی۔ اور سجدوں میں رو رو کر خدا سے ان کی صحت کے لیے دعا کرتی ہونگی۔ حالانکہ ان کے بچے دفن ہو چکے ہوں گے۔ اور ان کا صحت پانے کا زمانہ گزر چکا ہوگا۔ اور

خدا کا قانون

ان پر نافذ ہو چکا ہوگا۔ لیکن وہ اپنے بچوں کے لیے صحت کی دعائیں کر رہی ہونگی۔ یہ حالات کتنے تکلیف دہ ہیں۔ اگر بنی نوع انسان تکلیف سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تو وہ اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ ایک چیز جس کے بغیر ہمارے آباؤ اجداد نے گزارہ کیا اس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم کس قدر پریشان ہوئے ہیں۔ لیکن بعض ایسی چیزیں ہیں۔ جن کا کسی وقت بھی بنی نوع سے جدا ہونا تصور نہیں کیا گیا۔ اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا کہ انسان تھا اور وہ چیز نہ تھی۔ اور وہ

انسان کی عزت

ہے۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کوئی زمانہ ایسا بھی تھا۔ جس وقت افراد کی عزت نہ تھی۔ یا قوم کی عزت نہ تھی۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ جب ریل نہ تھی۔ ایک زمانہ ایسا تھا۔ کہ جب ڈاک کا انتظام نہ تھا۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کوئی وقت ایسا بھی تھا۔ کہ جب

قومی وقار

نہ تھا۔ اور کوئی وقت ایسا بھی تھا۔ جب افراد کی نظروں میں ان کی عزت بے حقیقت تھی۔ جب سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی وقت سے یہ جذبہ انسان کے دل میں موجزن ہے۔ کہ وہ اعزاز کے مقام کو حاصل کرے۔ اور عزت نفس کا یہ جذبہ جس طرح افراد میں موجزن ہے۔ اسی طرح اقوام میں بھی موجزن ہے۔ لیکن جب کسی چیز کا احساس مٹ جائے۔ تو وہی چیز ہاتھ سے نکل جانے پر انسان کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اور وہ اس کے حاصل کرنے کے لیے کوشش بھی نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو جتنا صدمہ ریل یا آج کل ڈاک کے بند ہونے سے ہوا ہے۔ کیا اس کا ہزارواں حصہ بھی ان کو

اسلام کی شوکت کے ضائع ہونے پر

ہوا ہے۔ کتنے لوگ ہیں۔ جن کو اسلام کی کس مپرسی کی حالت دیکھ کر اتنا صدمہ ہوا ہو۔ جتنا انہیں ڈاک کے بند ہونے سے ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ریل اور ڈاک کے بند ہونے کی تکلیف اسلام کی شوکت کے ضائع ہونے کی تکلیف کے مقابل پر اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی جتنی

کروڑ روپیہ کے مقابل میں ایک دھیلہ

کی۔ اگر ایک دھیلہ کے برابر بھی مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے لیے درد ہوتا تو بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کو اسلام سے کچھ لگاؤ ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ حالت بھی نظر نہیں آتی۔ میں جب کبھی نقشہ پر نگاہ ڈالتا ہوں۔ یا خیالی طور پر اپنے سامنے نقشہ رکھتا ہوں۔ تو میرا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ کہ مسلمان کیا تھے اور کیا ہو گئے ہیں۔ کجا وہ حالت کہ امریکہ اور چین اور دنیا کے دوسرے تمام ممالک تک مسلمان پہنچے۔ اور ان علاقوں میں

اسلام کا جھنڈا بلند

کیا اور دنیا پر یہ بات ثابت کر دی کہ اسلام کا مقابلہ ناممکن ہے۔ امریکہ میں بھی بعض مساجد پائی گئی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں بعض مسلمان کشتیوں کے ذریعہ امریکہ پہنچے۔ وہاں انہوں نے مساجد بنائیں۔ مگر چونکہ جہاز رانی کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ اس لیے وہ واپس نہ آسکے۔ اور وہیں رہ گئے۔ اور آخر امتداد زمانہ سے مٹ گئے۔ ان لوگوں کی

ہمت کا خیال کرکے انسان دنگ

رہ جاتا ہے۔ کہ کشتیوں میں ہی بیٹھ کر امریکہ جا پہنچے۔ اور خطرات کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ پس ہمیں دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ملتا۔ جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں پھر

دنیا کا اکثر حصہ ان کے زیر نگیں

تھا سوائے حبشہ کے۔ اس کی طرف مسلمانوں نے آنکھ تک اٹھا کر نہیں دیکھا کیونکہ شاہ حبشہ کا مسلمانوں پر ایک احسان تھا۔ اس سے مسلمانوں کی شرافت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ دنیا کے تمام ممالک کو سر کر لیا۔ لیکن اپنے پاس اور اپنے پہلو میں حکومت حبشہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مکہ میں جب کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر شدید مظالم کئے جانے لگے۔ اور مسلمانوں کا مکہ میں رہنا محال ہو گیا۔

مسلمانوں پر کفار کے مظالم

کو دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف ہوتی۔ ایک روز آپؐ نے اپنے صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ اب مکہ کی تکلیف وہ صورت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ بہتر ہے کہ تم لوگ یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی ہمارے ساتھ ہجرت کریں گے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ ہجرت کر جاؤ۔ میں اللہ تعالے کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں۔ جب مجھے ہجرت کا حکم ہو جائیگا۔ تو میں بھی ہجرت کر لوں گا۔ لیکن تمہارے لئے اجازت ہے۔ تم لوگ ہجرت کر جاؤ۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کون ملک ہے جہاں ہم ہجرت کر کے چلے جائیں۔ آپ نے

حبشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

فرمایا اس طرف سمندر کے پار ایک ملک ہے۔ جس کی حکومت انصاف پسند اور عادل ہے۔ اور جہاں مذہب میں دخل اندازی نہیں کی جاتی۔ چنانچہ صحابہ رضؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور حبشہ میں آرام کے دن بسر کرتے رہے۔ یہ وہ احسان ہے جس نے مسلمانوں کو حبشہ کے فتح کرنے سے باز رکھا۔ مسلمان طوفانوں کی طرح اٹھے اور آندھیوں کی طرح بڑھے اور موسلا دھار بارش کی طرح انہوں نے

زمین کا چپہ چپہ

ڈھانپ دیا۔ لیکن حبشہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ احسان مند قوم کس قدر چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی لحاظ کرتی ہے اور کیوں نہ کرتی جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضؓ کو یہاں تک وصیت کی۔ کہ میں تم کو مصر پر چڑھائی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ مصر کے لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالنا اور ان پر سختی نہ کرنا کیونکہ

تمہاری دادی ہاجرہؓ

مصر کی تھیں۔ جن لوگوں نے اپنے سے پہلے دو ہزار یا تین ہزار سال کی رشتہ داری کا خیال رکھا۔ کہ ہماری ایک دادی مصر سے آئی تھی۔ وہ اس نازہ احسان کو کیونکر بھول سکتے تھے۔ غرض مسلمان کسی وقت

حبشہ کے سوا ساری دنیا کے حاکم

تھے۔ دنیا کے کچھ حصے براہ راست ان کے ماتحت تھے۔ اور بعض حصے بالواسطہ ماتحت تھے۔ اور ان میں مسلمانوں کا اثر و نفوذ پورے طور پر قائم تھا۔ کجا وہ حالت اور کجا یہ حالت۔ کہ آج مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ جہاں وہ

آزادی کا سانس

لے سکیں۔ یہ بات جاہلوں اور بے وقوفوں کو تو تسلی دے سکتی ہے۔ کہ ٹرکی بڑی زبردست اور آزاد حکومت ہے۔ اور افغانستان اور ایران بڑی زبردست آزاد طاقتیں ہیں۔ لیکن عقلمند لوگ اسکی حقیقت سے خوب آگاہ ہیں۔ کہ یہ حکومتیں کس قدر طاقتور ہیں۔ اور کتنی آزادی ان کو حاصل ہے۔ ہم بچپن میں عورتوں سے قصے کہانیاں سنا کرتے تھے۔ کہ ٹرکی کا بادشاہ بہت طاقتور ہے۔ اور جب وہ نکلتا ہے۔ تو دو سو فرنگی بادشاہ اس کے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہوتا ہے لیکن بڑے ہوئے تو یہ نظر آیا کہ ہر فرنگی بادشاہ کی باگ پکڑنے پر ترک بادشاہ مجبور تھا۔ لیکن ان حالات کے باوجود مسلمانوں کے دلوں میں درد نہیں اٹھتا اسلام اسوقت سخت مصیبت میں ہے۔ اس کے دشمن اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ غفلت کی گہری نیند سو رہے ہیں کسی کے دل میں اسلام کے لیے غیرت جوش نہیں مارتی

اسلام کی تعلیم سے ہنسی اور تمسخر کیا جاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے دلوں میں کوئی ٹیس نہیں اٹھتی۔ اور ان کی غیرت ان حملوں کے جواب دینے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ ابن تیمیہ کے زمانہ میں گو مسلمان تنزل کی طرف جا رہے تھے۔ لیکن ان میں غیرت باقی تھی۔ اور وہ

اسلام کے خلاف کوئی بات

سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی صاحب کو بطور وفد عیسائی بادشاہ کے پاس بھجوایا گیا۔ عیسائی پادریوں نے سوچا۔ کہ مولوی صاحب سے کوئی ایسا مذاق کیا جائے جس سے اسلام کی تحقیر ہو۔ انہوں نے بادشاہ کو حضرت عائشہ کے قافلہ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ سنا کر کہا کہ آپ مولوی صاحب سے پوچھیں کہ وہ کیا واقعہ ہوا تھا۔ مولوی صاحب اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ چنانچہ جب مولوی صاحب دربار میں آئے۔ تو بادشاہ نے کہا کیوں مولوی صاحب سنا ہے کہ آپ کے نبی کی بیوی عائشہ رضؓ ایک سفر میں پیچھے رہ گئیں تھیں وہ کیا واقعہ ہے ذرا بیان تو کریں۔ مولوی صاحب کے اندر اسلامی غیرت باقی تھی۔ انہوں نے کہا واقعہ تو کچھ نہیں

دنیا میں دو بڑی عورتیں

گزری ہیں۔ ایک تو ہمارے نبی کی بیوی حضرت عائشہؓ تھیں۔ اور دوسری آپ کے نبی کی ماں حضرت مریمؑ۔ ان دونوں پر خبیث لوگوں نے الزامات لگائے۔ لیکن ہمارے نبی کی بیوی جو کہ خاوند والی تھی۔ اسے باوجود خاوند والی ہونے کے بچہ نہ ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے اس کی

عزت کی حفاظت

کی۔ لیکن دوسری جو آپ کے نبی کی ماں تھی۔ اسے بغیر خاوند کے بچہ ہو گیا۔ بس اتنا ہی واقعہ ہے۔ اور تو کچھ نہیں۔ اس جواب کے سنتے ہی مجلس پر سناٹا چھا گیا اور آگے سے کوئی بات نہ کر سکا۔ کیونکہ بات تو خود انہوں نے شروع کی تھی۔ مولوی صاحب نے تو جواب ہی دیا تھا۔ پس اگر آج بھی مسلمانوں میں غیرت ہوتی تو وہ

ہر اعتراض کا جواب

دیتے۔ جو دوسرے مذاہب کے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرتے ہیں۔ لیکن ان اعتراضوں کا خود جواب دینا تو الگ رہا۔ جو لوگ ان اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ ان کے خلاف بھی یہ مسلمان کفر کا فتوےٰ دیتے ہیں عیسائیوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر حیا سوز حملے کئے اور ایسے ایسے اعتراض کئے۔ کہ جن کو پڑھ کر ایک سچے مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔ لیکن جب انہی اعتراضات کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے۔ تو مسلمانوں کے علماء نے شور مچا دیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن ہم آج بھی باواز بلند کہتے ہیں۔ اگر کوئی عیسائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق

کوئی نازیبا کلمہ

استعمال کرے گا۔ تو ہم ایک مسیح چھوڑ دس ہزار مسیح کی ہتک کرنے سے گریز نہیں کرینگے۔ جو شخص پہلے حملہ کرتا ہے۔ یہ اس کا فرض ہے کہ وہ حملہ کرنے سے باز رہے۔ دیکھو اس مولوی پر حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق اعتراض کیا گیا۔ تو اس نے حضرت مریم کی عزت کی پروا نہیں کی۔ اور اس نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی۔ کہ وہ عیسائی بادشاہ کے دربار میں بیٹھا ہے۔ اور فوراً اسی طرح الزامی رنگ میں جواب دے دیا۔ اس زمانہ میں بھی عیسائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نہایت نازیبا حملے کرتے ہیں۔ اور اس کا نام عیسائی صاحبان تبلیغ رکھتے ہیں۔ جب ہماری طرف سے بھی اسی طرح کا جواب حضرت مسیح موعود نے دیا۔ تو خود

مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ ملکر

شور مچا دیا۔ کہ یہ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں۔ بھلا تم کون ہو۔ جو یہ شور مچاتے ہو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک ہو گئی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ کہ اگر موسےٰ اور عیسےٰ میرے زمانہ میں زندہ ہوتے۔ تو وہ میرے نوکروں میں ہوتے۔ پس حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کے ماننے والوں میں سے ہر ایک کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ان میں جب بھی کوئی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ

کریگا۔ تو ہم دو دفعہ ان کے موسےٰ و عیسےٰ کی عزت پر حملہ کرینگے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ یہودی جس موسےٰ کو پیش کرتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کا موسےٰ نہیں۔ کیونکہ اس نے تو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی پیشگوئیاں کیں۔ اور اپنے متبعین کو آپ پر ایمان لانے کی تاکید کی۔ اسی طرح عیسائیوں کے عیسےٰ علیہ السلام وہ عیسےٰ نہیں جنہیں قرآن کریم نے پیش کیا۔ کیونکہ انہوں نے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی پیشگوئیاں کیں۔ اور اپنے متبعین کو ماننے کی تاکید فرمائی۔ پس اگر کوئی موسےٰ یا عیسےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات اپنے پیروکاروں کو بتاتا ہے۔ تو وہ عیسےٰ یا موسےٰ قرآن کریم کا عیسےٰ یا موسےٰؑ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کے موسےٰ علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام عیسائیوں یا یہودیوں کے حملوں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ پس ہمارا جوابی حملہ یہودیوں کے موسےٰ اور عیسائیوں کے عیسےٰ کے خلاف ہوگا۔ نہ کہ قرآنی موسےٰ اور عیسےٰ کے خلاف بہرحال

مسلمانوں کی حالت پر رونا

آتا ہے۔ کہ ان کو اپنے رسول کی عزت کا پاس نہیں رہا۔ اگر ان کو پاس ہوتا۔ تو وہ ان اعتراضوں اور ان حملوں کا جواب دیتے۔ جو غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو غیرت آتی ہے۔ تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتا ہے۔ کہ جس نے وہ اعتراض کئے ہوں اسے مار ڈالتا ہے۔ حالانکہ اس کے مارے جانے سے اسکی قوم میں زیادہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ سخت حملہ کرتی ہے۔ اصل طریق یہ ہے کہ اعتراضوں کا جواب دلائل اور براہین سے دیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ نے جو روشن تعلیم اور روشن نشانات اسلام کو عطا کئے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ جن سے ان کے مونہہ بند ہو جائیں۔ بجائے مارنے کے انکو تبلیغ کی جائے۔ ان کے بیوی بچوں کو تبلیغ کی جائے۔ اور ان کے بیوی بچوں کو مسلمان بنایا جائے۔ اگر ہم اعتراضات کرنیوالوں کو قتل کرنے کی بجائے ہر سال دس ہزار ہندو یا عیسائی مسلمان بنالیں۔ تو تم دیکھو گے کہ ان قوموں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائیگی۔ اور انکے اندر ایک ایسی جلن پیدا ہوگی۔ جو ان کو کبھی چین نہ لینے دیگی۔ مارے جانے سے تو قوم سمجھ لیتی ہے۔ کہ ان لوگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن جو افراد زندہ ہی اپنی قوم میں سے نکل کر دوسری قوم میں جا ملیں۔ تو وہ اپنی قوم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی قوم کے لئے اکثر اوقات ہدایت کا موجب بن جاتے ہیں۔ اور دوسرے حصہ کا دل جلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ یہی طریق ہے جو مسلمانوں کو

ایک عظیم الشان کامیابی

کی طرف لے جا سکتا ہے۔ تعجب ہے آجکل جو سٹرائک ہے۔ اس سے ہر مسلمان کے گھر میں ایک بے چینی پائی جاتی ہے لیکن دو سو سال سے اس سے بڑی سٹرائک جاری ہے۔ اس کا مسلمانوں کو کوئی فکر نہیں۔ اگر ان کو فکر ہوتا۔ تو وہ دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب کے مقابل پر نکلتے تبلیغ اسلام کیلئے

دنیا کے گوشہ گوشہ میں

پہنچ جاتے۔ لیکن بجائے اسکے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کھڑے ہوں۔ اسلام کی طرف سے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کے رستے میں روک بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت بہت افسوسناک ہے۔ اگر وہ ہمیں مدد نہیں دے سکتے تو نقصان پہنچانے سے تو پرہیز کریں۔ اور ہمیں دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے دیں۔ لیکن مسلمانوں کی مخالفت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے مذاہب والے بھی تبلیغ سے ہمیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے آج ہی ایک خط قادیان سے موصول ہوا ہے۔ ہم اپنے ایک مبلغ کے لئے سوڈان کا پاسپورٹ تیار کروا رہے تھے۔ لیکن سوڈان کے حاکم نے اس وجہ سے پاسپورٹ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ کہ آپ کے یہاں آنے سے

مسلمانوں کے جذبات مشتعل

ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو گالیاں دینے والے مشنریوں کے وہاں آنے سے تو مسلمانوں کے جذبات مشتعل نہیں ہوتے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خوبیوں اور آپ کی تعلیم کو پھیلانے والے مبلغوں سے ملک کے مسلمانوں میں جوشش پیدا ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام حالات اس سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ عیسائی اور یہودی مسلمانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ

مسلمانوں کی غیرت

ہی مر گئی ہے۔ ورنہ ایک مسلمان جس میں غیرت باقی ہو۔ وہ ان حالات کو دیکھ کر یقیناً پاگل ہونے کے قریب ہو جاتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے مسلمانوں کا مقابلہ ناممکن ہے۔ چالیس کروڑ تو بہت بڑی تعداد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سے سچی محبت رکھنے والے اگر

صرف چار کروڑ

ہی مسلمان ہوں۔ تب بھی دنیا کی کوئی طاقت ان کو مٹا نہیں سکتی۔ چار کروڑ انسان کو مارنا کوئی معمولی بات نہیں۔ انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ یہودی صرف دو کروڑ ہیں۔ اور دینی لحاظ سے انہیں مسلمانوں جیسی اہمیت بھی حاصل نہیں۔ لیکن تمام یورپ کے لوگ ان کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے گھر میں سے ہی ان کے لئے جگہیں نکال رہے ہیں۔ حالانکہ

تمام دنیا کے مسلمان

اس بات کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے گھر میں آرام سے رہنے دیا جائے۔ اور انہیں یہود کے رحم پر نہ چھوڑا جائے۔ لیکن مسلمانوں کی اس بات کو جس قدر وقعت دی گئی ہے وہ سب پر عیاں ہے

ہندوستان میں بھی مسلمانوں سے جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ اس بات پر شاہد ہے کہ آج

مسلمان ہر لحاظ سے مغلوب

ہو چکے ہیں۔ اور وہ دوسروں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے مسلم لیگ کے خلاف متواتر اپنے بیان میں ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ گھبراتے کس بات سے ہو آئین ساز اسمبلی میں اکثریت ہماری ہوگی۔ جو قانون چاہیں گے بنائیں گے۔ ہم بندوقوں اور رائفلوں سے کیوں کر ڈر سکتے ہیں۔ (یعنی ہم تو ایٹم بم کی طاقت رکھتے ہیں) اب مسٹر جناح نے جب اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ گو کسی حد تک انہوں نے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جو نہیں چاہیے تھے۔ لیکن اگر حقیقت کو دیکھا جائے۔ تو جو بات انہوں نے کہی ہے سچی ہے۔ لیکن انگلستان کے اخباروں میں شور مچ گیا ہے۔ اور ساری انگریز قوم چیخ اٹھی ہے کہ

مشن کے ممبروں کی ہتک

کی گئی ہے۔ اور حکومت برطانیہ کی توہین کی گئی ہے۔ گویا مسلمانوں سے جو سلوک کیا جائے۔ ان کے حقوق جس طرح چاہیں پامال کئے جائیں۔ ان کی پروا نہیں۔ لیکن اگر مسلمان اپنے دکھ کا اظہار کریں۔ تو ایک شور مچ جاتا ہے۔ کہ بس حد ہو گئی۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ مسلمان اس طاقت کے مالک نہیں سمجھے جاتے۔ جس کے مالک ہندو ہیں۔ کانگرس جو چاہے مشن کے حق میں اور حکومت برطانیہ کے حق میں کہے۔ وہ سب بجا ہے۔ لیکن مسلم لیگ اگر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے۔ تو اس کے الفاظ ہر ایک کو چبھتے ہیں۔ اور شور برپا ہو جاتا ہے۔ کہ اب تو حد ہو گئی۔

اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے

کہ مسلمانوں کو وہ طاقت حاصل نہیں جو کانگرس کو حاصل ہے۔ یہ حالت ایسی ہی ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی نالے پر اوپر کی طرف پانی پی رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک بکری کا بچہ بھی آگیا۔ اور اس بھیڑیے سے نچلی طرف پانی پینے لگا۔ بکری کے بچے کو دیکھ کر بھیڑیے کی نیت خراب ہو گئی۔ اور اس نے ارادہ کیا۔ کہ ہو نہ ہو کوئی بہانہ تلاش کر کے اس بکری کے بچے کو کھا جاؤں۔ چنانچہ وہ بھیڑیا اس بکری کے بچے سے مخاطب ہوا اور کہا نالائق تمہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ میں پانی پی رہا ہوں۔ تم نے آکر نالے کے پانی کو گدلا کر دیا۔ بکری کے بچے نے کہا۔ جناب آپ اوپر کی طرف پانی پی رہے ہیں۔ اور میں نچلی طرف پانی پی رہا ہوں آپ کی طرف سے پانی میری طرف آرہا ہے۔ نہ کہ میری طرف سے پانی آپ کی طرف جا رہا ہے۔ یہ جواب سنکر بھیڑیے نے ایک تھپڑ مار کر کہا۔ نالائق آگے سے جواب دیتے ہو۔ ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہو۔ یہ کہہ کر اس پر جھپٹا اور تکہ بوٹی کر دیا۔ یہی حال مسلمانوں سے دوسری قوموں کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر

کمزور آدمی معقول بات

نہ کرے تو وہ مجرم اور اگر معقول بات کرے تو گستاخ بن جاتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ حالت اس لئے ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس وجہ سے ان کے اندر تشتت اور پراگندگی پیدا ہو گئی ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی مغل ہے کوئی سید ہے۔ کوئی پٹھان ہے۔ اور کوئی راجپوت ہے۔ یہ مختلف اقوام اور مختلف نسلیں ایک رشتہ کی وجہ سے متحد تھیں۔ اور ان کو جوڑنے والی اور ان میں وحدت پیدا کرنے والی چیز

خدا اور اس کے رسول کی محبت

تھی۔ جب وہ دلوں سے نکل گئی۔ تو مسلمانوں کا شیرازہ بھی بکھر گیا۔ جس طرح ایک کتاب کی جب جلد بندی ہو۔ تو اس کے تمام اوراق مجتمع اور محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن جب اس کی جلد توڑ دی جائے۔ تو اس کا ہر ورق دوسرے ورق سے جدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سے مسلمانوں نے اللہ تعالےٰ اس کے رسول اور اسکی کتاب کو چھوڑا ہے اسی دن سے ان کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا ہے۔ اور اسی دن سے وہ مغلوب ہو گئے ہیں۔ پس ان باتوں سے اور ان حالات سے اگر کوئی سبق حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے عمدہ موقع ہے۔ آج مسلمان

نہایت ادنیٰ اور حقیر

باتوں کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں یہ حاصل ہو جائیں۔ تو ہمارے درد کا علاج ہو جائیگا۔ اور جب انہیں ان امور کی طرف سے مایوسی ہوتی ہے۔ تو ان کی جان نکلنے لگتی ہے۔ حالانکہ وہ باتیں حقیقت میں بہت چھوٹی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

وہ چیزیں جو مسلمانوں کو حاصل کرنی چاہئیں وہ اتنی بڑی ہیں کہ یہ چیزیں جن کے حصول کی وہ کوشش کر رہے ہیں۔

روپیہ کے مقابلہ میں ایک پیسہ

کی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ دنیا سے اللہ تعالیٰ کی عزت اور اللہ تعالیٰ کے نام کو مٹا دیا گیا۔ مسلمانوں کو اس کا فکر لاحق نہیں ہوا۔ دنیا سے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عزت کو مٹا دیا گیا۔ اور آپ پر سخت سے سخت حملے کئے گئے۔ مسلمانوں کو فکر لاحق نہیں ہوا۔ دنیا نے قرآن کریم کی عزت کو مٹانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو فکر لاحق نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ ان کو فکر لاحق نہیں ہوا۔ لوگوں نے نمازیں چھوڑ دیں۔ مساجد ویران ہو گئیں۔ ان کو کوئی فکر لاحق نہیں ہوا۔ قرآن کریم ہاتھ سے جاتا رہا۔ دنیا نے اس پر عمل کرنا ترک کر دیا۔ اور عدالتوں میں جا کر علی الاعلان کہہ دیا۔ کہ ہم قرآن کریم کے مطابق فیصلہ نہیں چاہتے۔ بلکہ اپنے رسم و رواج کے مطابق فیصلہ چاہتے ہیں۔

اس سے زیادہ خطرناک زمانہ

مسلمانوں پر اور کون آسکتا ہے۔ لیکن مسلمان ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ لیکن جب بعض سیاسی حقوق کا سوال آیا۔ تو مسلمان سمجھے کہ ہم

چودھری غلام یاسین صاحب بخیریت لنڈن پہنچ گئے

لنڈن ۱۲ اگست ۱۹۴۶ء۔ مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے حسب ذیل تار ارسال کیا ہے:۔

چودھری غلام یاسین صاحب بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ احباب کرام رمضان المبارک کی دعاؤں میں مجاہدین کو یاد رکھیں۔

ہر قسم کی قربانی کر کے دنیا کو بتا دیں گے کہ ہم زندہ قوم ہیں اور ہمارے جذبات سے کھیلنا آسان کام نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس وقت تم لوگ کہاں تھے۔ جس وقت عیسائیوں نے تم سے قرآن کریم چھین لیا۔ شریعت اور اسلامی تعلیم سے تم کو ناواقف بنا دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عیسائیوں نے ناپاک حملے کئے اور تم میں سے

لاکھوں کو عیسائی

بنا کر گمراہ کر دیا۔ ان سب حالات میں تم کو غصہ نہ آیا۔ ہاں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے خلاف قلم اٹھایا اور ان کے اعتراضوں اور ناپاک حملوں کے جواب دینے شروع کئے تو تمہیں سن کر غصہ آگیا۔ اور تم نے ایک شور برپا کر دیا کہ مسیح علیہ السلام کی ہتک ہو گئی۔ جن لوگوں نے

قرآن کریم کی عزت

کو برقرار رکھنے کے لئے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے کوئی قربانی نہیں کی ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ چند سیاسی حقوق کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کر دیں گے۔ کیا سیاست اللہ تعالے سے بڑی ہے۔ کیا سیاست محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی ہے۔ کیا سیاست قرآن کریم سے زیادہ عظمت رکھتی ہے کہ اس کے لئے مسلمان کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہ اصولی بات ہے کہ جو شخص کسی بڑی چیز کے لئے قربانی نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ چھوٹی چیز کے لئے قربانی کرے گا۔ مسلمانوں کے لئے

قربانی کا اصل محرک

اللہ تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ جب تک یہ پیدا نہیں ہوتی اس وقت قربانی کا جذبہ ایک وقتی جوش ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اور جب اللہ تعالے اور اس کے رسول کی محبت قلوب میں پیدا ہو جائے تو پھر ہزاروں یا لاکھوں یا کروڑوں کا سوال ہی نہیں رہتا۔ دس بیس انسانوں سے بھی لوگ ڈرتے ہیں۔ اور ان کا رستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹا بچہ اکیلا بازار میں سے گزر رہا ہو تو اسے ہر ایک کمزور سے کمزور آدمی تھپڑ مار سکتا ہے لیکن جب اس بچے کے ساتھ اس کا پہلوان باپ ہو تو پھر کسی کی جرأت نہیں ہوتی کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ پھر کیا حال ہوگا اس انسان کا

جس کے ساتھ خدا تعالے ہو

دنیا اپنا انتہائی زور صرف کرتی ہے کہ کسی طرح وہ انسان دنیا سے نیست و نابود ہو جائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اکیلا انسان نیست و نابود ہو وہ ہزاروں بلکہ لاکھوں اس کے مقابلہ میں آنے کی وجہ سے نیست و نابود کر دیئے جاتے ہیں۔ اور نہایت حسرت کی موت مرتے ہیں۔ دنیوی حکومتوں کو ہی دیکھ لو کہ کسی شخص کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ کسی امریکن سپاہی کو چھیڑ سکے یا کسی روسی سپاہی کو چھیڑ سکے۔ کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ امریکن سپاہی کی پشت پر امریکہ کی حکومت ہے۔ اس لئے اس کو چھیڑنا حکومت امریکہ کو دشمن بنانا ہے۔ اسی طرح روسی سپاہی کے متعلق لوگ جانتے ہیں کہ اس کی پشت پر روسی حکومت ہے۔ اور اسے چھیڑنا روسی حکومت کو دشمن بنانا ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالے ہو اسے کوئی شخص نقصان پہنچا سکے۔ پس

کامیابی کی اصل جڑ

یہ ہے کہ اللہ تعالے اور اس کے رسول کی عزت کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ اور ان کی محبت کو دلوں میں قائم کیا جائے تا اللہ کی مدد اور اس کے رسول کی دعائیں ہمارے ساتھ ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ جو شخص اس کام کو کرنے کے لئے کھڑا ہوا اس سے ان لوگوں نے یہ سلوک کیا ہے کہ بجائے مدد دینے کے اس کے رستے میں روڑے اٹکاتے رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کام کو سراہنے کے اسے گالیاں دیتے رہے۔ اور اس بات کو نہیں دیکھا کہ اس شخص نے آکر قرآن کریم اور حدیث کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا ہے اور اسلام کو ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے کہ

دنیا کا کوئی مذہب

اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔ اور اس نے ایک ایسا میدان جنگ تیار کیا ہے کہ عیسائیت اور یہودیت اور دوسرے مذاہب اس میدان سے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دشمن تلوار سے حملہ کرتا تھا۔ اس لئے تلوار سے جواب دیا گیا۔ آج دشمن قلم سے حملہ کرتا ہے اس لئے قلم سے ہی جواب دیا گیا ہے بہر حال جہاد خواہ کسی رنگ کا ہو اس میں قربانی کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت اس

جہاد کے لئے ہر قسم کی قربانیاں

کر رہی ہے۔ لیکن کیا وہ لوگ مومن ہو سکتے ہیں جو جہاد کے وقت اپنے دنیوی کاموں میں مشغول رہیں۔ یا جو لوگ جہاد کے وقت اپنے حجرے بند کر کے تسبیحیں پھیرنی شروع کر دیں۔ مومن تو موقع اور ضرورت کے مطابق عمل بجالاتا ہے۔ اگر ان تسبیحیں پھیرنے والوں کے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت ہوتی تو یہ مقابلے کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے اور وہاں پہنچتے جہاں خدا اور رسول پر حملے کئے جاتے ہیں۔ اپنے گھروں میں نہ بیٹھ رہتے۔ لیکن ان لوگوں کے نزدیک

سب سے بڑی قربانی

یہی ہے کہ گھر میں بیٹھے تسبیحیں پھیرتے رہیں۔ حالانکہ خدا اور اس کے رسول پر باہر حملے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کو تسبیح پھیرنے سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ اگر ان کے لڑکے کی چھت پر سے گرنے کی خبر آجائے پھر ہم دیکھیں کس طرح بیٹھے تسبیح پھیرتے ہیں۔ سچا عاشق تو وہ ہوتا ہے جو اپنے معشوق کی عزت کے لئے جان تک دے دیتا ہے اور جہاں اس کے معشوق پر حملہ ہوتا ہے وہ وہاں پہنچتا ہے لیکن یہ لوگ دعویٰ تو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے سچے عشق کا کرتے ہیں۔ لیکن گھروں سے باہر قدم نہیں رکھتے۔ اور کوئی ایسی کوشش نہیں کرتے جس سے

اسلام دوسرے ادیان پر غالب

آئے۔ اور مسلمان دوسری اقوام پر فوقیت لے جائیں۔ اسلامی تاریخ میں ایک صحابی کے متعلق یہ واقعہ آتا ہے کہ وہ ایک جنگ میں قید ہو گئے۔ قید کرنے والوں نے یعنی مکہ والوں نے ان کو خرید لیا۔ کیونکہ ان کا ایک آدمی جنگ میں کام آیا تھا۔ اور انہوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔ جب وہ مکہ پہنچے تو لوگ ان سے ہنسی مذاق کرنے لگے۔ انہوں نے اس صحابیؓ سے کہا کہ کل تو تم مار دیئے جاؤ گے۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم مدینہ میں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوتے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ یہاں قید ہوتے۔ اس صحابیؓ نے ان کو جواب دیا تم تو کہتے ہو کہ میں مدینہ میں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہوتا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جگہ یہاں قید ہوتے۔ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں مدینہ میں اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہوتا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی کسی گلی میں کانٹا چبھ جاتا

یہ ہے اصل ایمان

اور یہ ہے اصل محبت جو سچے عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے۔ یہ بھی کوئی ایمان ہے کہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے چلے جائیں۔ اور آپ پر ناپاک حملے کرتے چلے جائیں۔ لوگ اسلام سے مرتد ہوتے چلے جائیں۔ اسلام دن بدن کمزور ہوتا چلا جائے۔ لیکن مسلمانوں کو یا تو

اپنی ملازمتوں اور تجارتوں کا فکر

ہو۔ اور یا پھر اپنے حجرے اور اپنی تسبیح سے ہی کام ہو۔ یہ تسبیحیں یقیناً بے ایمانی کی تسبیحیں ہیں۔ اور یہ سجدے یقیناً ریاکاری کے سجدے ہیں۔ ایسے لوگوں کے سجدے ان کے منہ پر مارے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوگ مجھ پر اور میرے رسول پر حملے کرتے تھے اور تم حجروں میں آرام سے تسبیحیاں پھیرتے رہے۔ جب جہاد کا موقع ہوتا ہے تو نماز باوجود ایک بڑے عظیم الشان رکن کے پیچھے کر دی جاتی ہے اور کم کر دی جاتی ہے۔ فرض نمازوں کے وقت پیچھے کر دیا جاتا ہے کہ جب قتال جہاد ہو رہا ہو اس وقت جہاد کو ہی اہمیت حاصل ہے

جہاد کے وقت

اگر کوئی شخص مصلےٰ بچھا کر نماز شروع کر دے تو اسے تمام مسلمان یا تو پاگل یا منافق خیال کریں گے۔ اس وقت بھی اسلام پر چاروں طرف سے

حملے کئے جارہے ہیں گویہ تلوار کے حملے نہیں ہیں۔ بلکہ قلم کے حملے ہیں۔ لیکن ہمارا فرض ہے۔ کہ جس رنگ میں دشمن اسلام پر حملہ کرے اسی رنگ میں اُس کا جواب دیں۔

اس وقت مسلمانوں کا فرض

ہے کہ وہ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور اپنے اموال وقف کریں۔ اور ان کو ایسے رنگ میں صرف کریں۔ جس سے اسلام کی عظمت اور شوکت بڑھے۔ اور مسلمانوں کی طاقت مضبوط ہوتی چلی جائے اور جس جگہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر حملہ کیا جاتا ہو۔ وہاں پہنچیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ یہ بے شک درست ہے۔ کہ تمام کے تمام لوگ باہر نہیں نکل سکتے۔ اور تمام کے تمام لوگ میدان جنگ میں نہیں جا سکتے۔ لیکن جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اُن میں سے بعض میدانوں میں کام کرتے ہیں بعض اپنی فوج کیلئے اشیاء خوردنی کا انتظام کرتے ہیں۔ بعض اپنی فوج کیلئے گولہ بارود مہیا کرتے ہیں۔ ایسے کام کرنے والے بھی درحقیقت

جنگ میں شامل

ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو لوگ خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اور اپنے اموال وقف کرتے ہیں ان کی امداد کریں۔ اور ان کے رستہ میں روک نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ

احمدیت اور اسلام

کو دنیا میں قائم کرکے چھوڑیگا۔ اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سامان بھی پیدا کر رہا ہے لیکن ثواب کے مستحق وہی لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کیلئے اپنی قربانیاں پیش کرینگے اور کوشش کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ پورا ہو۔ اور وہ لوگ جو اپنے مصلوں پر بیٹھ کر تسبیح پھیرتے رہیں گے اور اسکے غلبہ کیلئے کوشش نہیں کرینگے وہ اپنی بدقسمتی پر آپ مہر لگوانے والے ہونگے۔ پس وہ لوگ جو

اسلام کے غلبہ کا حل

خوابوں اور باتوں میں تلاش کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ اور جو لوگ مصلوں پر بیٹھ کر وِرد و وظائف کرتے رہتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ اسلام صرف اس طرح دنیا میں غالب آسکتا ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ کی محبت

کو دلوں میں قائم کیا جائے۔ اور اس کے رسول کی محبت کو دلوں میں قائم کیا جائے۔ اور شریعت اسلام کے قیام کے لئے انتہائی کوشش کی جائے۔ اور تمام وہ جگہیں جہاں سے اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے۔ وہاں اسلام کا تریاق تقسیم کرنے والے بھیجے جائیں۔ جو ان لوگوں کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ اور اسلام کی خوبیاں ان کے سامنے بیان کریں۔ اور ہر انسان کی یہ کوشش ہو کہ میرا وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرنے میں کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی تو ان بندوں کو پیدا کرتا ہے۔ جو اس کے دین کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اس کے نام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں یہ کہ اُن کی کوشش سے خدا تعالیٰ پیدا ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو وہ خود ہی اپنے دین کو قائم کرسکتا ہے۔ لیکن یہ اس کا احسان ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کو توفیق دیتا ہے کہ وہ اس کے

دین کی خدمت کرکے ثواب

حاصل کرلیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الناصر — خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کارخانہ کشیدِ روغن اور بلادِ مشرقی کے ساتھ تجارت کرنے والی کمپنی کے قیام کی تجویز

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کارخانہ کشید روغن کی نسبت میں پہلے اعلان کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق سلسلہ اور دوسرے دوستوں کی طرف سے آٹھ لاکھ کے حصص خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ بظاہر حالات پہلے صرف پانچ لاکھ روپے کے حصص فروخت کرنے کی اُمید کی جاتی ہے۔ گو اصل فیصلہ تو جب کمپنی بنے گی وہ کریگی۔ مگر جس حد تک اس وقت کام کرنے کا ارادہ ہے اس سے یہی اندازہ ہے۔ کہ شروع میں کمپنی پانچ لاکھ کے قریب کے حصے فروخت کریگی۔ جنہیں بڑھا کر بیس لاکھ تک پہنچایا جائے گا۔

چونکہ اس کمپنی کی تجویز کرنے والوں نے پانچ لاکھ میں سے تین لاکھ کے حصے خود خریدنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس لئے باقی دوستوں کے لئے غالباً دو لاکھ کے قریب کے حصص رہ جائیں گے۔ اور بہت سے دوست یا محروم رہ جائیں گے یا ان کے مطلوبہ حصہ کا چوتھا حصہ یا تہائی حصہ انہیں مل سکے گا

اس دوران میں ایک اور کمپنی کے اجراء کے سلسلہ کی طرف سے تجویز ہونے والی ہے۔ یہ کمپنی غالباً دس یا پندرہ لاکھ کے سرمایہ سے رجسٹرڈ ہوگی۔ اور شروع میں ایک یا دو لاکھ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اس کمپنی کی غرض مشرقی بلاد کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی تعلقات کو مضبوط کرنا ہے۔ اس وقت ان ممالک کے ساتھ تجارت کے غیر معمولی مواقع ہیں۔ گو جنگ کی وجہ سے قانونی مشکلات ہیں۔ مگر جو حالات ہمارے مبلغوں اور تجارتی نمائندوں کے ذریعہ سے پہنچ رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت وسیع مواقع پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تجارت کا اسقدر فائدہ ہو سکتا ہے کہ تبلیغ کے راستے پہلے سے بہت زیادہ کھل جائیں۔ پس یہ تجارت کی تجارت ہوگی اور تبلیغ کی تبلیغ۔ میرا اور میرے متعلقین کا ارادہ ہے۔ کہ اس ثواب میں شامل ہونے کے لئے پندرہ بیس فیصدی تک کے حصے ہم خریدیں۔ کچھ حصے سلسلہ بھی خریدے گا۔ اور غالباً اس کمپنی کا انتظام کرنے والے مل کر پچاس پچپن فیصدی حصے اس

خریداران مصباح ریویو اُردو و انگریزی کی خدمت میں اطلاع

سوئے اتفاق سے ان تینوں پرچوں کی درخواستیں برائے تجدید ایل رجسٹرڈ نمبر ۶ء دفتر محکمہ متعلقہ میں کہیں ادھر اُدھر ہوگئیں۔ جس کی وجہ سے اب تک رجسٹرڈ نمبر کی تجدید نہیں ہوئی۔ اور اس ماہ محکمہ ڈاک نے پرچہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ ایل نمبر کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش ہو رہی ہے۔ ملنے پر یہ سب پرچے ارسال خدمت ہونگے یہ سب پرچے چھپ کر بلکہ چٹیں چسپاں ہو کر تیار ہیں۔ مینیجر

کمپنی کے خریدیں گے۔ باقی کوئی پنتالیس فیصدی حصوں کو دوسرے لوگوں کے خریدنے کے لئے پیش کیا جائے گا۔ جو اندازے اسوقت اس بارہ میں لگائے گئے ہیں اگر وہ درست نکلیں۔ تو دس پندرہ فیصدی منافع اس کمپنی میں سے انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ واللہ اعلم بالصواب، اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی عظیم الشان بنیاد لگ پڑے گی۔ گو کمپنی جب لمیٹڈ کرائی جائے گی۔ اسی وقت اس کا پراسپیکٹس شائع ہو گا۔ اور اسی وقت اس کے حصص کی فروخت کا اعلان کیا جائیگا۔ لیکن میں اس نیت سے کہ جماعت کو اس بارہ میں توجہ پیدا ہو جائے۔ اور معلوم ہو جائے کہ کس حد تک احباب اس کام میں حصہ لینے کی خواہش رکھتے ہیں یہ اعلان کر رہا ہوں۔ پس جو دوست اس کمپنی میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ ناظم تجارت دفتر تحریک جدید کو اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔ اور انداز اً بتا دیں کہ کس حد تک وہ اس کمپنی میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تا ان کے نام اور رقم کو نوٹ کر لیا جائے۔

یہ امر بھی احباب یاد رکھیں کہ کمپنیوں کا اصل سرمایہ طلب کردہ سرمایہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً یہی کمپنی غالباً دس پندرہ لاکھ کے سرمایہ کی حد بندی کے ساتھ لمیٹڈ کرائی جائے گی۔ لیکن مانگا شروع میں صرف ایک لاکھ سے دو لاکھ تک جائے گا۔ لیکن آئندہ جو حصص فروخت ہوں گے۔ وہ اپنے پہلے حصہ کے مطابق پہلے خریداروں کو دئے جائینگے اور اگر انہوں نے نہ لئے تو پھر دوسروں میں فروخت کئے جائیں گے۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ جو سب کمپنیوں میں رائج ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو شروع میں حصہ ملے گا۔ انہیں نئے حصے کھلنے پر اور زیادہ حصے خریدنے کا پہلا حق ہوگا۔ مثلاً اگر کسی نے ایک لاکھ میں سے ایک ہزار کے حصے خریدے تو پندرہ لاکھ تک ہر لاکھ میں سے ایک ہزار کے مزید حصے خریدنے کا اسے حق حاصل ہو گا۔ وہ مجبور نہ ہو گا۔ کہ ضرور خریدے۔ لیکن اگر نفع مند دیکھ کر خریدنا چاہے۔ تو دوسروں سے اس کا حق اپنے حصہ کی نسبت کے مطابق مقدم ہو گا پس جو دوست شروع میں حصہ دار ہو جائینگے۔ آئندہ انکا ایک حق قائم ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کے لئے اگر سلسلہ اور افراد سلسلہ کے لئے مفید ہو برکت ڈالے۔ اور اس کے لئے آسانیاں بہم پہنچا دے۔ اور اگر مضر ہو۔ تو اس کے راستہ میں روک ڈالدے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین

خاکسار مرزا محمود احمد۔

اعلان نکاح

میری لڑکی عزیزہ سعیدہ بانو کا نکاح ملک مسعود احمد صاحب کے ساتھ ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر پر ۲۰/۶ کو مسجد احمدیہ ہنگلیچ میں مکرم مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ احباب دعا فرمادیں۔ اللہ تعالے فریقین کے لئے مبارک کرے۔ خاکسار عبدالکریم پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گنج

درخواست دعا میرے والد بزرگوار حضرت مولوی قطب الدین صاحب حکیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں کئی سال سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ میرے بھائی کیپٹن محمد یوسف صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت بھی خراب رہتی ہے میرا لڑکا محمد داؤد عرصہ دو سال سے بعارضہ تپ دق بیمار ہے احباب ان سب کے لئے دعا فرماویں۔

دعاگو محمد اسمٰعیل خلف مولوی قطب الدین صاحب حکیم